دیر آید

شاعری

اے. جی جوش

حمد

جب لیتا ہوں میں نام ترا مری صبح حسیں ہو جاتی ہے
ہر سانس مہکنے لگتی ہے تابندہ جبیں ہو جاتی ہے

جب صحن چمن میں جا کر میں کھلتی کلیوں کو دیکھتا ہوں
مرے گرد و پیش کی ساری فضا فردوس بریں ہو جاتی ہے

جو مانگتا ہوں ترے در سے وہ ملنے میں اگر کچھ دیر بھی ہو
اٹھتے ہیں دعا کو ہاتھ جہاں تسکین وہیں ہو جاتی ہے

سب بگڑے کام انسانوں کے بس تیرے کرم سے بنتے ہیں
ہم آس لگا لیتے ہیں کہیں اور پوری کہیں ہو جاتی ہے

مایوس تو ہوں دنیا سے مگر تری رحمت سے مایوس نہیں
ترے ابر کرم سے اک پل میں شاداب زمیں ہو جاتی ہے

ٹھکرا دیتا ہے اک پل میں وہ کون و مکاں کی دولت کو
جب جوش کسی کے دل میں لگن اللہ کی مکیں ہو جاتی ہے

◆◆◆

نعت

تو مری زندگی ہے مری جان ہے
مولا ہر شے تجھ پہ قربان ہے

سارے نبیوں میں رتبہ ہے بالا ترا
اور سب سے بڑا تو ہی انسان ہے

تجھ کو پڑھ کر بسر زندگی ہم نے کی
جس کے قاری ہیں ہم تو وہ قرآن ہے

تو نے بخشش کی منزل دکھائی ہمیں
ترا ممنون ہر اک مسلمان ہے

تیرے روضے کی جالی کو جو چوم لے
اس کے سب غم مٹیں میرا ایمان ہے

سب نے مانا ہمیں تیرے در کا گدا
یہ گدائی تو مومن کی پہچان ہے

اک چٹائی پہ بیٹھا حکومت کرے
دیکھ لو یہ مدینے کا سلطان ہے

کاش نکلے مرا تیری چوکھٹ پہ دم
ایک مدت سے دل میں یہ ارمان ہے

جب محمد ﷺ کا سایہ ہے سر پر ترے
کس لیے جوش پھر تو پریشاں ہے

جفاؤں سے تمہاری اپنی تکمیل

جفاؤں سے تمہاری اپنی تکمیل وفا ہو گی
خرد کی ابتدا ہو گی، جنوں کی انتہا ہو گی

کسی کے دل کی دنیا بھی کبھی درد آشنا ہو گی
جو میرے دل سے ابھرے گی وہی اس کی صدا ہو گی

وہ جینے بھی نہیں دیتے وہ مرنے بھی نہیں دیتے
تو پھر یہ زندگی کیسے بسر میرے خدا ہو گی

اٹھایا جام ساقی نے مرے آگے سے یہ کہہ کر
اگر تم اور پی لو گے تو محفل بے مزا ہو گی

مجھے ہر بار دھوکا دیتی ہے دھڑکن مرے دل کی
یہی ہر دم سمجھتا ہوں تری آواز پا ہو گی

مری باتوں پہ چپ رہنا مرے رونے پہ ہنس دینا
میں سمجھا یہ بھی اس کے حسن کی کوئی ادا ہو گی

نہیں کی اور بہتیں کی نہیں ان کی بزم میں لیکن

نہ ہو گا جوش جس محفل میں وہ محفل بھی کیا ہو گی

◆◆◆

اک شمع بن کے یار نے

اک شمع بن کے یار نے جلوہ دکھا دیا
پروانہ اپنے حسن کا مجھ کو بنا دیا

روشن کیا تھا دل میں محبت کا جو چراغ
کیوں تو نے اپنے ہات سے اس کو بجھا دیا

زلف سیہ کا حد سے تصور جو بڑھ گیا
میرے ہی سائے نے مجھے اکثر ڈرا دیا

دنیا میں جب کوئی مرا درد آشنا نہ تھا
پھر تو نے کیوں مجھے دل درد آشنا نہ دیا

اللہ رے حسن یار تری خوش نگاہیاں
جس غنچے پہ نگاہ پڑی مسکرا دیا

راہ جنوں میں جوش کا عالم نہ پوچھیے
رکھا جہاں قدم اسے صحرا بنا دیا

لو میری طرف آج وہ مائل

لو میری طرف آج وہ مائل تو ہوئے ہیں
کچھ میری محبت کے وہ قائل تو ہوئے ہیں

سن لیں گے دل و جان سے ہم شیخ کی باتیں
میخواروں کی محفل میں وہ شامل تو ہوئے ہیں

آئے تھے وہ کہنے نہ کروں یاد بھی ان کو
دل خوش ہے کہ وہ یوں مرے سائل تو ہوئے ہیں

گو ڈوب گئی کشتی مری آج بھنور میں
کچھ تختے مری ناؤ کے حاصل تو ہوئے ہیں

اب یہ ہے الگ بات وہ بولیں کہ نہ بولیں
صد شکر کہ وہ زینت محفل تو ہوئے ہیں

اے جوش غنیمت ہیں مری آنکھوں میں آنسو
اس بحر سے موتی مجھے حاصل تو ہوئے ہیں

ان کے چہرے کی چمک شمس و قمر

ان کے چہرے کی چمک شمس و قمر ہو جیسے
ان کے عارض کی ضیا نور سحر ہو جیسے

دل میں ہر لحظہ یہ ہوتی ہے خلش سی محسوس
ناوک ناز کا ہلکا سا اثر ہو جیسے

نخل امید کو یوں سینچ رہا ہے کوئی
دست نازک میں محبت کا اثر ہو جیسے

میری منزل کا پتہ مجھ کو بتا دے کوئی
راہبر ایسا ملے کوئی خضر ہو جیسے

اس طرح میری محبت کا ہوا ہے چرچا
سنسنی خیز کوئی تازہ خبر ہو جیسے

جانے اس طرح سے کیوں لوگ ہیں آتے جاتے
محفل عشق کوئی راہ گزر ہو جیسے

بے خودی جوش پہ اس بزم میں چھائی ایسے
بے خبر ہو کے زمانے کی خبر ہو جیسے

◆◆◆

زندہ رہنے کے سہارے

زندہ رہنے کے سہارے ڈھونڈوں
پھر وہ انداز تمہارے ڈھونڈوں

تیرے آنچل کی خنک چھاؤں ملے
جب بھی ماضی کے نظارے ڈھونڈوں

تو بھنور میں بھی ہے ساحل میرا
کس لیے پھر میں کنارے ڈھونڈوں

تیرا چہرہ تری آنکھیں دیکھیں
کیوں میں اب چاند ستارے ڈھونڈوں

کچھ نہ جانیں جو وفاؤں کے سوا
میں تو بس دوست وہ پیارے ڈھونڈوں

روشنی دل کی مجھے چاہیے جوش
میں نہ شعلے نہ شرارے ڈھونڈوں

خود اپنی زندگی سے الجھتا

خود اپنی زندگی سے الجھتا رہا ہوں میں
گھبرا کے اپنی راہ بدلتا رہا ہوں میں

شاید وہ دیکھ لے مری جانب بس ایک بار
محفل میں بار بار اسے تکتا رہا ہوں میں

غیروں نے تو کبھی کہیں بخشا نہیں مجھے
اپنوں کی آنکھ میں بھی کھٹکتا رہا ہوں میں

اس کی لگن کا میں نے جلایا تھا خود دیا
پھر اس کی لو سے آپ ہی جلتا رہا ہوں میں

اس آس میں کہ مہرو وفا کے گہر ملیں
ہر بحر دل کی تہ میں اترتا رہا ہوں میں

مجھ کو تمہارے پیار کی منزل نہ مل سکی
چاہت کے راستوں میں بھٹکتا رہا ہوں میں

اے جوشؔ غمزدوں کے لیے بن کے جامِ مے
دنیا کے میکدے میں چھلکتا رہا ہوں میں

◆◆◆

ہر دعا بے اثر نہیں

ہر دعا بے اثر نہیں ہوتی
ہر فغاں بے ثمر نہیں ہوتی

ہجر کی رات کٹ ہی جاتی ہے
ہاں مگر مختصر نہیں ہوتی

ٹوٹ جاتا ہے میرا دل لیکن
مہرباں وہ نظر نہیں ہوتی

وہ تو منزل سے دور کرتی ہے
راہ جو پر خطر نہیں ہوتی

یہ انا یہ مری خودی کیا ہے
جو کہ سینہ سپر نہیں نہیں ہوتی

یوں دبے پاؤں دل میں آتے ہیں
جوشؔ کو بھی خبر نہیں ہوتی

اپنی راتوں کے اندھیروں کو

اپنی راتوں کے اندھیروں کو مٹا کر دیکھ لو
اک ذرا تم بھی چراغ دل جلا کر دیکھ لو

اندرون در سے بھی آئے گی اپنی ہی صدا
دل کا دروازہ کسی دن کھٹکھٹا کر دیکھ لو

مان جانے پر ہی جا سکتا ہے اب اس دل کا میل
روٹھنے والے کو بے شک تم منا کے دیکھ لو

دل اگر روشن نہ ہو تو منزلیں ملتی نہیں
اپنا رہبر تم ستاروں کو بنا کر دیکھ لو

دیتے رہنا بعد میں الزام اس دنیا کو جوش
پہلے تم اپنی وفا کو آزما کر دیکھ لو

محبت میں نہ ایسا کوئی

محبت میں نہ ایسا کوئی مجبور ہو جائے
کہ سینے سے لگا کر موت کو منصور ہو جائے

منا کر اس کو لے آؤں مگر اس بات کا ڈر ہے
کہیں ایسا نہ ہو وہ اور بھی مغرور ہو جائے

تمہیں کیسے بتاؤں کیا نشیلی اس کی آنکھیں ہیں
کہ جو دیکھے انہیں وہ بن پئے مخمور ہو جائے

ابھی ہلکا سا دل پہ زخم ہے تیری خدائی کا
کہیں ایسا نہ ہو یہ زخم بھی ناسور ہو جائے

نہ جانے جوش ایسے عشق کا انجام کیا ہو گا
جو پہلے مرحلے میں اس قدر مشہور ہو جائے گا

◆◆◆

جذبہ عشق کو کیا سمجھیں

جذبہ عشق کو کیا سمجھیں زمانے والے
مٹ کے رہ جائیں گے خود مجھ کو مٹانے والے

خود جو آتا ہی نہیں ہے تو مجھے یاد نہ آ
اور کیوں مجھ کو ستاتا نہیں ہے ستانے والے

فائدہ کچھ تو ہوا بزم میں ان کی کہ وہاں
پارسا دوست بھی تھے پینے پلانے والے

جب تعلق کوئی باقی ہے نہ امکان وصال
یاد کیوں آتے ہیں پھر دل کو جلانے والے

کس سے امید کوئی راہنمائی کی کرے
خود بھٹک جاتے ہیں جب راہ دکھانے والے

میکدے بند ہیں جس روز سے اے جوش یہاں
خود پریشاں ہیں انہیں بند کرانے والے

باغباں کس پہ مہرباں

باغباں کس پہ مہرباں ہو گا
کس کا آباد آشیاں ہو گا

کھو گئے ہم تو روبرو ان کے
حال دل ہم سے کیا بیاں ہو گا

اب دعاؤں سے فائدہ کیا ہے
اب خدا بھی نہ مہرباں ہو گا

ڈھونڈتے کیا ہو شیخ کو صاحب
میکدے کے سوا کہاں ہو گا

ہم سے چھپ کر کہاں رہے گا دوست
ہم وہیں ہوں گے تو جہاں ہو گا

جو محبت کو تاج پہنائے
جوش وہ کوئی شہہ جہاں ہو گا

◆◆◆

سمجھا تھا باوفا انہیں

سمجھا تھا باوفا انہیں عہد شباب میں
خامی تھی کچھ ضرور مرے انتخاب میں

کوئی حسین آنکھ ملاتا نہیں ہے اب
اندر بنے ہوئے تھے کبھی ہم شباب میں

وہ نامہ لے کے چیں بہ جبیں ہو رہے ہیں کیوں
کیا کیا جنوں میں لکھ دیا ہم نے جواب میں

مانگی ہے شاید اس نے ترے عارضوں کی آنچ
گرمی یہ اس سے پہلے نہ تھی آفتاب میں

اے شیخ ان کا حشر کو دے لیں گے ہم جواب
کر لیجے گناہ ہمارے حساب میں

گرداب چشم مست کی گہرائیاں نہ پوچھ
ابھرا نہ پھر وہ رند جو ڈوبا شراب میں

اے جوش ان کو ڈھونڈا زمانے میں چار سو

بیٹھے ہوئے تھے وہ دل خانہ خراب میں

◆◆◆

رستے میں تھک کے بیٹھ گئے

رستے میں تھک کے بیٹھ گئے چور ہو گئے
ہم اپنی منزلوں سے بہت دور ہو گئے

مے کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اہل بزم پر
اور ہم بس اک نگاہ سے مخمور ہو گئے

تھے کتنے ہوش مند مگر تجھ سے مل کے ہم
دیوانے تیرے شہر میں مشہور ہو گئے

ہاتھ اس نے اپنا جب مرے سینے پہ رکھ دیا
جتنے بھی درد تھے سبھی کافور ہو گئے

دیکھا جو بے رخی سے مسیحا نے میری سمت
اس دل میں جتنے زخم تھے ناسور ہو گئے

دار و رسن کا نام بھی آتا نہ تھا جنھیں
وہ حسن اتفاق سے منصور ہو گئے

ملے ہم ظریف جیسے آئے جوں وہ ہیں
بدنام کر کے ہم کو جو مشہور ہو گئے

◆◆◆

سکون زندگی کا ہم جسے

سکوں زندگی کا ہم جسے کاشانہ کہتے ہیں
جناب شیخ جانے کیوں اسے میخانہ کہتے ہیں

عجب اک رشتہ الفت ہے اس بزم محبت کا
جو پی کر جھوم جاتا ہے اسے مستانہ کہتے ہیں

خرد والے خرد والوں کو کیا کہتے ہیں کیا جانیں
مگر دیوانے ہر دیوانے کو دیوانہ کہتے ہیں

اناالحق جس نے سولی پر کہا جوش محبت میں
تعجب ہے اسے کیوں ہوش سے بیگانہ کہتے ہیں

یہ اک ٹوٹا ہوا دل رکھ دیا جو تیرے قدموں میں
ہم اہل دل محبت کا اسے نذرانہ کہتے ہیں

وہی ہے زندگی جس میں جیا جاتا ہے مر مر کر
جو مر جاتا ہے جل جل کے اسے پروانہ کہتے ہیں

جہاں کچھ پھول کھلتے ہیں مہکتے ہیں جہاں گلشن
اسی بستی کو ہم اے جوش کیوں ویرانہ کہتے ہیں

◆◆◆

آیا خیال یار پیام قضا

آیا خیال یار پیام قضا کے ساتھ
لو آج موت آئی مگر کس ادا کے ساتھ

وہ قتل کر کے بھی مجھے رسوا نہ ہو سکا
تھا ربط میرے خون کا رنگ حنا کے ساتھ

موجوں سے کھیلتے ہوئے ساحل ہمیں ملا
ڈوبے وہی جو رہ گئے تھے ناخدا کے ساتھ

منزلیں تو کیا نشان بھی منزل کا اب نہیں
میں کھو گیا ہوں آ کے کہاں رہنما کے ساتھ

احباب مہرباں ہوئے اے جوش اس طرح
کچھ رنگ تھا جفا کا بھی رنگ وفا کے ساتھ

◆◆◆

نفرتیں بھول کے تم پیار

نفرتیں بھول کے تم پیار تو کر کے دیکھو
اپنے جذبات کا اظہار تو کر کے دیکھو

خود بخود وصل کے سامان مہیا ہوں گے
دل میں پیدا طلب یار تو کر کے دیکھو

دل سے ڈھل جائے گا اک پل میں غبار آلام
اشک بار آنکھوں کو اک بار تو کر کے دیکھو

ہے بہت قتل کو آنکھوں میں یہ کاجل کی لکیر
تیز خنجر کی ذرا دھار تو کر کے دیکھو

حضرت شیخ بھی آ جائیں گے میخانے میں
تم کبھی تھوڑا سا اصرار تو کر کے دیکھو

دل لگانے کا کوئی خاص نہیں ہے موسم
جوش اس عمر میں تم پیار تو کر کے دیکھو

اب نئے خواب ہیں آنکھوں میں

اب نئے خواب ہیں آنکھوں میں نہ تعبیریں ہیں
دل کے آئینے میں بس ماضی کی تصویریں ہیں

یہ ستارے ہیں انہی کے جو انہیں زیر کریں
ان سے وابستہ ہماری کہاں تقدیریں ہیں

مجھ کو ڈر ہے یہ کہیں راز نہ افشا کر دیں
جو ترے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں ہیں

میں جو زندہ ہوں تو یہ تیرا کرم ہے ورنہ
ہر طرف میرے مٹا دینے کی تدبیریں ہیں

عشق کی رسم کہن ڈھونڈیے اس دور میں کیا
اب کہیں رانجھے وہ باقی ہیں نہ وہ ہیریں ہیں

جوش تقسیم مقدر کی ہے کیا عبرت خیز
کہیں پاؤں میں ہیں گھنگھرو کہیں زنجیریں ہیں

اشک اگر نہ ساتھ دیں

اشک اگر نہ ساتھ دیں' لذت زخم غم کہاں
تڑپا ہے بار بار دل' درد ہوا ہے کم کہاں

ایسا نہیں ہے اب کوئی اپنا جسے سمجھ سکوں
سوچ رہا ہوں کھو گیا آپ کا وہ کرم کہاں

تیری تلاش میں ہمیں صبح سے شام ہو گئی
سامنے منزل آ گئی ہم میں مگر ہے دم کہاں

راہ حرم کو چھوڑ کر نکلا ہوں سوئے میکدہ
حیف کہ ڈگمگا گئے آ کے مرے قدم کہاں

جانے وہ کیا جنوں تھا جو لے گیا اس طرف ہمیں
محفل یار میں بھلا آتے تھے پہلے ہم کہاں

جتنی تھیں اپنی خوبیاں وقت کے ساتھ مٹ گئیں
میری وفا وفا کہاں' تیرا ستم ستم کہاں

کہتے ہیں وہ کہ حالِ دل ایک ہی نامے میں لکھو
جوش ہمارے ہاتھ میں ایسا بھلا قلم کہاں

◆◆◆

زخم اس دل کے دکھاؤں

زخم اس دل کے دکھاؤں کیسے
راز کی بات بتاؤں کیسے

حسن کی جب ہے حقیقت معلوم
قصر خوابوں کے بساؤں کیسے

ہے تری ایک نظر بھی انمول
اس کی قیمت میں چکاؤں کیسے

چاہتا ہوں کہ اسے روز ملوں
نہ بلائے تو میں جاؤں کیسے

ہنس کے تہمت تو اٹھا لیتا ہوں
یار کو در سے اٹھاؤں کیسے

بے خطا میں نے جنھیں کھویا تھا
سوچتا ہوں انہیں پاؤں کیسے

لوگ چہرے کو بھی پڑھ لیتے ہیں
حال دل جوش چھپاؤں کیسے

ترے بارے میں کیا

تیرے بارے میں کیا اے زمانے لکھوں
میں حقیقت لکھوں یا فسانے لکھوں

ہاتھ جن سے ملا کر گنیں انگلیاں
ان کو اپنا میں اب کس بہانے لکھوں

عقل کی بات سنتے نہیں جو انہیں
اہلِ دانش لکھوں یا دِوانے لکھوں

جو تری یاد میں اشک برسائے ہیں
میں انہیں موتیوں کے خزانے لکھوں

ان سے ملنے کی اے جوشؔ جب آس ہے
کیوں نہ کاغذ پہ سپنے سہانے لکھوں

اکیلے میں تو شاید عرض

اکیلے میں تو شاید عرض مطلب روبرو کرتے
سر بازار ان سے کس طرح ہم گفتگو کرتے

بہل سکتا دل ناداں اگر جنت کی حوروں سے
تو ساری زندگی ہر گز نہ تیری آرزو کرتے

نہ رونا ہی پڑا ہم کو نہ آنسو ہی بہے اپنے
نماز عشق پڑھ لیتے اگر ہم یوں وضو کرتے

پہ در پردہ رقیبوں سے گلے شکوے نہیں اچھے
تمہیں جو بھی شکایت تھی ہمارے روبرو کرتے

کوئی تو مشغلہ اے جوش ہم کو راس آ جاتا
گریباں چاک کر لیتے گریباں کو رفو کرتے

کبھی اس نگر رہے ہم

کبھی اس نگر رہے ہم کبھی اس نگر رہے ہم
ترے عشق میں تو جاناں یونہی دربدر رہے ہم

دیا جن کو خون ہم نے وہی خون کے ہیں پیاسے
انہی قاتلوں کے یا رب کبھی چارہ گر رہے ہم

نہ سمجھ سکے کبھی ہم کسی یار خود غرض کو
تھے نظر شناس لیکن بڑے کم نظر رہے ہم

کسی آنکھ میں بھی آنسو کبھی ہم نہ دیکھ پائے
مگر اپنے درد دل سے سدا بے خبر رہے ہم

ہے گواہ عمر رفتہ کئی انقلاب دیکھے
کبھی خود بھٹک گئے ہیں؛ کبھی راہبر رہے ہم

وہ جو سخت مرحلہ بھی کبھی جان جوش آیا
تیرے ساتھ ہی گزارا تیرے ہمسفر رہے ہم

◆◆◆

ہے یوں کہ ہم خیال مرا

ہے یوں کہ ہم خیال مرا باغباں نہیں
ورنہ چمن میں جانے نشیمن کہاں نہیں

افسانہ حیات میں تم ڈھونڈ لو مجھے
پوشیدہ تم سے کوئی مری داستاں نہیں

رکھا ہے میں نے مرگ محبت اب اس کا نام
تیرے ستم کا اب کوئی دل پر نشاں نہیں

ہر پھول اپنی ذات میں ہے پاسبان زیست
کیا غم جو اس چمن کا کوئی باغباں نہیں

چل بڑھ کے کوئی یار کے پتھر کو چوم لے
یہ سنگ در ہے راہ کا سنگ گراں نہیں ہے

ہر داغ جب ہے پھول تو کیا خزاں کا خوف
ویرانہ ہے یہ دل کا کوئی گلستاں نہیں

رہتا ہے وہ خموش کہ رسوا نہ ہو کوئی

یہ مت کہو کہ جوش کے منہ میں زباں نہیں

◆◆◆

اک بار مجھ کو اپنی نظر میں

اک بار مجھ کو اپنی نظر میں بسا کے دیکھ
میری طرف بھی دوست کبھی مسکرا کے دیکھ

تجھ کو روا نہیں ہے کنکھیوں سے دیکھنا
ہے دیکھنا تو دوست نگاہیں ملا کے دیکھ

آتا نہیں قرار محبت میں جان من
تجھ کو یقیں نہ ہو تو کہیں دل لگا کے دیکھ

دشت وفا میں کیوں ترے دیوانے لٹ گئے
وحشت کی وادیوں میں کبھی تو بھی آ کے دیکھ

پھولوں کو چھیڑتی ہوئی چلتی ہے کس طرح
گلشن میں حوصلے ذرا باد صبا کے دیکھ

دیر و حرم کی راہ میں تجھ کو ملے گا کیا
اے جوش میری بزم محبت میں آ کے دیکھ

◆◆◆

مرا جذب دروں کام

مرا جذب دروں کام آ رہا ہے
ترے لب پہ مرا نام آ رہا ہے

تمہاری ضد تھی یہ ترک تعلق
تو پھر کیوں مجھ پہ الزام آ رہا ہے

وہ چپ سادھے سر محفل ہیں بیٹھے
مگر آنکھوں سے پیغام آیا آ رہا ہے

اسے اب رقص بسمل دیکھنا ہے
مرا قاتل لب بام آ رہا ہے

دیئے جا اپنے دامن کی ہوائیں
ذرا سا مجھ کو آرام آ رہا ہے

ہنسو مت جوش مرگ دشمناں پر
قریب اپنا بھی انجام آ رہا ہے

◆◆◆

یاد جب اس کا پیار

یاد جب اس کا پیار آتا ہے
رونا بے اختیار آتا ہے

دل مرا جس کے شہر میں اجڑا
یاد وہ شہر یار آتا ہے

بن پیے پاؤں ڈگمگاتے ہیں
جب کوئی دل کو ہار آتا ہے

مرتے دم تو ملو گے تم اک بار
ہم کو یہ انتظار آتا ہے

اس کے وعدے اگرچہ ہیں جھوٹے
جانے کیوں اعتبار آتا ہے

بات دل کی کہوں اسے کیوں کر
جوش غصے میں یار آتا ہے

◆◆◆

اک ذرا ان سے تعارف

اک ذرا ان سے تعارف غائبانہ چاہیۓ
پھر کہیں مل بیٹھنے کا کچھ بہانہ چاہیۓ

پہلے تو اک دوسرے کے دل کو بھائے دل کی بات
دل سے دل ملنے کو صاحب اک زمانہ چاہیۓ

ذکر تیری بے وفائی کا ہر اک محفل میں ہے
احتیاط اے جان کہ لوگوں کو بہانہ چاہیۓ

رات دن پھرتا ہوں آوارہ دیار یار میں
خانہ بربادوں کو بھی کوئی ٹھکانہ چاہیۓ

کیوں لٹاتے ہو متاع اشک ان کی یاد میں
ہجر میں ان موتیوں کا بھی خزانہ چاہیۓ

میکدے میں جانے کیوں سہمے ہوئے سے لوگ ہیں
کچھ تو ساقی سے ادائے عاشقانہ چاہیۓ

رکھنا ہونٹوں پر کھلائے مسکراہٹ کے گلاب

زندگی گر جوش تم کو جاودانہ چاہئے

تو کوئی سسی ہیر نہیں

تو کوئی سسی ہیر نہیں
مرے خوابوں کی تعبیر نہیں

میں دور افق کا پنچھی ہوں
مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

ترے ہجر میں دل کیوں چھلنی ہو
تو نشتر یا کوئی تیر نہیں

مانا تو حسن میں یکتا ہے
میری بھی کوئی نظیر نہیں

ہم تم کبھی ہو جائیں یکجا
ایسی اپنی تقدیر نہیں

ترا پیار میں بھیک میں کیوں مانگوں
میں جوگی نہیں فقیر نہیں

کل تلک مجبور تھا جوش مگر

تری زلف کا آج اسیر نہیں

◆◆◆

راستے یاد نہیں راہنما

راستے یاد نہیں راہنما یاد نہیں
ڈھونڈتی تھی وہ کسے میری صدا یاد نہیں

میرا انجام محبت تو سبھی نے دیکھا
کیسے اس عشق کا آغاز ہوا یاد نہیں

ان کے جانے سے عجب ہم پہ قیامت ٹوٹی
کیوں ہوا دل میں مگر حشر بپا یاد نہیں

یاد ہے اتنا نکالا تھا ہمیں محفل سے
کس لیے ہم سے ہوئے تھے وہ خفا یاد نہیں

جوش ہم جرم محبت کے گنہگار ہوئے
کیوں ملی اور کوئی ہم کو سزا یاد نہیں

◆◆◆

وہ ایک بار ادھر سے

وہ ایک بار ادھر سے اگر گزر جاتا
بگڑتا اس کا کچھ نہ میرا کچھ سنور جاتا

بلا سے تھوڑی سی تشنہ لبی بھی رہ جاتی
جو خالی جام تھا مدت سے کچھ تو بھر جاتا

مری نگاہ سے ہوتا نہ وہ اگر اوجھل
قسم خدا کی مرے دل میں وہ اتر جاتا

مرا نصیب اگر مشت خاک ہوتا تھا
تو کیا برا تھا تری راہ میں بکھر جاتا

نہ جانے کیسے تذبذب میں گزری وصل کی شب
ادھر کو آتا کبھی اور کبھی ادھر جاتا

میں ایک بار اسے ہنستے دیکھ لیتا جوش
وہ مجھ پہ آخری احسان یہ تو کر جاتا

نہ صراحی میں یہاں مے ہے

نہ صراحی میں یہاں مے ہے نہ پیمانے میں
کیا کریں بیٹھ کے ساقی ترے میخانے میں

لالہ و گل سے نہیں اب کوئی رشتہ اپنا
دل بہل جاتا ہے اب بیٹھ کے ویرانے میں

کیوں بھلا میں نے کیا ترک تعلق ان سے
بے سبب آ گیا اغیار کے بہکانے میں

شمع کو صبح تلک جلنا تھا کیوں اول شب
جل کے مرنے کا جنوں آ گیا پروانے میں

ایک پتھر تھا جسے ہم نے تراشا برسوں
آج آباد جسے وہ دل کے صنم خانے میں

منتظر اجنبی راہوں میں ہوں جانے کب سے
شاید اک روز ادھر آئے وہ انجانے میں

وہ ہے مغرور جفا پیشہ ہے ہر جائی ہے
عمر اک بیت گئی دل کو یہ سمجھانے میں

جوش وہ جوشِ محبت تھا کہ افسانہ تھا
ہاں مگر رنگِ حقیقت بھی تھا افسانے میں

◆◆◆

محبت کا ہم ان سے ایک دن

محبت کا ہم ان سے ایک دن اظہار کر بیٹھے
ستم گر کی جو خوابیدہ تھی خو بیدار کر بیٹھے

سماتے ان کی آنکھوں میں تو ہم دل میں اتر جاتے
نقاب رخ کی وہ تو درمیاں دیوار کر بیٹھے

ہماری زندگی تو ہو گئی ہے موت سے بدتر
انہیں ہم پیار کر بیٹھے کہ دل بیزار کر بیٹھے

اٹھا کر آنکھ بھی دیکھا نہ ہم نے مہ جبینوں کو
نہ جانے سر پہ کیوں حاوی نگاہ یار کر بیٹھے

ہمیں معلوم تھا انجام اپنے عشق کا لیکن
جوانی جوش میں تھی خواہش بیکار کر بیٹھے

تیری چاہت میں یہ بھی

تیری چاہت میں یہ بھی میں کر جاؤں گا
تیرا فرمان ہو گا تو مر جاؤں گا

مرا رستہ بنے گی تری بے رخی
ایک دن تیرے دل میں اتر جاؤں گا

دو قدم چل سکو گی نہ میرے بغیر
تم ادھر آؤ گی میں جدھر جاؤں گا

ساتھ دے گا کڑی دھوپ میں کون پھر
آج اگر اپنے سائے سے ڈر جاؤں گا

مجھ کو معلوم ہے سنگ پھینکیں گے لوگ
نا ملے کے میں تیرا جدھر جاؤں گا

مجھ پہ ٹوٹے گی اک دن قیامت مگر
تیرا دمن میں خوشیوں سے بھر جاؤں گا

دشت پر خار ہو یا چمن زار ہو
میں ہر اک راہ سے ہنس کر گزر جاؤں گا

جوش احباب کا اپنا کردار ہے
مجھ پر جو قرض ہے میں وہ کر جاؤں گا

◆◆◆

ہم اپنی خطاؤں کی سزا مانگ

ہم اپنی خطاؤں کی سزا مانگ رہے ہیں
بدلے میں وفاؤں کے یہ کیا مانگ رہے ہیں

پائی ہے ذرا دیکھئے کیا سادہ طبیعت
قزاق سے منزل کا پتا مانگ رہے ہیں

برباد ہوئے ہو کے فدا جس کی ادا پہ
اس دشمن جاں سے وہ ادا مانگ رہے ہیں

ہو ظلمت شب میں تو کسی طور اجالا
جلتا ہے لہو سے جو دیا مانگ رہے ہ یں

انسان کے دل تک بھی نہیں جن کی رسائی
وہ تیری خدائی بھی خدا مانگ رہے ہیں

تنگ آ گئے اے جوش زمانے کے چلن سے
اس عمر میں مرنے کی دعا مانگ رہے ہیں

کیا لکھوں کیونکر لکھوں جب

کیا لکھوں کیونکر لکھوں جب کوئی عنواں ہی نہیں
اب دلِ مردہ میں یارو کوئی ارماں ہی نہیں

ہر طرف بربادیِ حسنِ گلستاں دیکھ کر
ایسا لگتا ہے یہاں کوئی نگہباں ہی نہیں

دل میں تھوڑی دیر رک بھی جاؤں دل کی حسرتو
آج کل یہ دل ہے خالی کوئی مہماں ہی نہیں

اس کو دعوت دے تو بیٹھا ہوں مگر یہ فکر ہے
اس کی خاطر کا کوئی اب گھر میں ساماں ہی نہیں

رات ہے برسات کی ایسے میں مت جاؤ کہیں
یہ تمنا ہے مری موسم کا فرماں ہی نہیں

جوشؔ راہِ عشق میں یہ مرحلے کچھ سخت ہیں
امتحاں شوق مشکل بھی ہے آساں ہی نہیں

◆◆◆

مجھے سنگ رہ سمجھ کر

مجھے سنگ رہ سمجھ کر نہ ہٹاؤ میرے یارو
یہ خلوص کی سزا ہے تو بتاؤ میرے یارو

کبھی تھر تھرا نہ جائے مرے اعتبار کی لو
کوئی شمع دوستی کی نہ جلاؤ میرے یارو

مجھے مل سکا نہ دلبر یہی تھا مرا مقدر
کسی بے وفا کا پردہ نہ ہٹاؤ میرے یارو

دل ناتواں یہ اپنے کئی زخم کھا چکا ہوں
کوئی اور تیر دل پر نہ چلاؤ میرے یارو

چلو ہم تڑپ رہے ہیں شب ہجر میں تمہیں کیا
شب عیش اپنی تم تو نہ گنواؤ میرے یارو

ابھی نا امیدیوں میں رہے گم تو جوش اچھا
کوئی سبز باغ اس کو نہ دکھاؤ میرے یارو

◆◆◆

اسے میرا دل بھول جائے

اسے میرا دل بھول جائے تو اچھا
وہ کھویا سکوں لوٹ آئے تو اچھا

نہیں ملتی جب تک دوا میرے دل کی
وہ کچھ اور چرکے لگائے تو اچھا

گراں غم گساری ہے ہمسائے کی بھی
مرے پاس کوئی نہ آئے تو اچھا

نہ روئیں مرے یار میری لحد پر
جو دشمن کوئی مسکرائے تو اچھا

نہ میں بھول پایا اسے مرتے دم تک
مگر وہ مجھے بھول جائے تو اچھا

وفا کی نہیں رسم باقی جہاں میں
وفا کو نہ اب جوش آئے تو اچھا

رسن و دار کو چلے ہیں

رسن و دار کو چلے ہیں ہم
یعنی منصور ہو چلے ہیں ہم

پھر نہ ٹھہرے کسی مقام پہ بھی
بزم سے تیری جو چلے ہیں ہم

موت کا انتظار بھی نہ کیا
اس قدر جلد سو چلے ہیں ہم

کوئی تو اس کی فصل کاٹے گا
پیار کا بیج بو چلے ہیں ہم

حسرتوں کے مزار پر اے جوش
خوب جی بھر کے رو چلے ہیں ہم

جس کے ہر کوچے میں ظلمت

جس کے ہر کوچے میں ظلمت کا بسیرا ہو گا
ایسی بستی میں بھلا خاک سویرا ہو گا

کیسے امید کی چمکے گی یہاں کوئی کرن
حسرت و یاس کا ہر سمت جو ڈیرا ہو گا

چاند سورج بھی دکھا پائیں گے کیسے منزل
راہ میں بھٹکو گے جب دل میں اندھیرا ہو گا

بھیگا بھیگا سا جو آیا ہے ہوا کا جھونکا
گیلی زلفوں کو کہیں اس نے بکھیرا ہو گا

زندہ رہ جائے جو اس زلف کی ناگن کا ڈسا
کوئی عاشق نہیں یارو وہ سپیرا ہو گا

ہو گیا ہو گا وہ کچھ اور حسیں اے قاصد
میرے پیغام پہ منہ اس نے جو پھیرا ہو گا

آج میخانے میں جوش آئے بڑی دیر کے بعد
پھر کسی ساقی گلفام نے گھیرا ہو گا

◆◆◆

کیوں مرے قلب پہ طاری

کیوں میرے قلب پہ طاری یہ گھٹن ہے یارو
چار سو تیرگی کیوں سایہ فگن ہے یارو

گدھ کی مانند تو نوچو نہ مرا زندہ بدن
یہ کوئی لاش نہیں ہے مرا تن ہے یارو

رہنماؤں سے تو ہے صلح کی امید عبث
جس کو بھی دیکھو وہی شعلہ دہن ہے یارو

کبھی ہمدرد تھا جو اب ہے وہی دشمن جاں
کیا انوکھا یہ محبت کا چلن ہے یارو

غیر محفوظ ہیں ہم اپنے ہی گھر میں اے جوش
گوشے گوشے میں یہاں دار و رسن ہے یارو

وہ پھر سے مجھے یاد

وہ پھر سے مجھے یاد آنے لگے ہیں
محبت کے جذبے جگانے لگے ہیں

مرے دل میں جو شمع بجھنے لگی تھی
وہ لو اس کی پھر سے بڑھانے لگے ہیں

یہ دل کی لگی ہے کہ بس دل لگی ہے
مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے ہیں

وفا کے یہ وعدے محبت کی قسمیں
نئے خواب مجھ کو دکھانے لگے ہیں

بہت دور ان سے چلے آئے تھے ہم
وہ خود فاصلے اب مٹانے لگے ہیں

یہ دنیا ہمیں ایک سمجھے نہ سمجھے
ہم اک دوسرے میں سمانے لگے ہیں

یہ غم ہے بہت ناز تھا جن کو خود پہ
وہی جوش کے ناز اٹھانے لگے ہیں

مسکن مرا صحرا ہوتا

کاش مسکن مرا صحرا ہوتا
جس کا ماحول ہی بہرا ہوتا

وار اپنوں نے کیے ہیں ورنہ
زخم یہ دل کا نہ گہرا ہوتا

موت بھی اپنی حسیں ہو جاتی
اور کچھ دیر وہ ٹھہرا ہوتا

الٹی تعبیر بلا سے ہوتی
خواب تو کوئی سنہرا ہوتا

کیوں کسی اور طرف اٹھتے قدم
تیری زلفوں کا جو پہرا ہوتا

اشک بن جاتا گہر پل بھر میں
جوش اگر آنکھ میں ٹھہرا ہوتا

سنتے ہیں موسم بہار

سنتے ہیں موسم بہار آیا
شکر ہے کوئی غم گسار آیا

کب یقیں تھا تمہارے آنے کا
آ گئے تم تو اعتبار آیا

لا دوا ہوں تو اک دعا دے دے
تیری چوکھٹ پہ سوگوار آیا

تو نے ٹھکرا دیا مجھے ہر بار
میں ترے در پہ بار بار آیا

وہی لمحے تھے زیست کا حاصل
جو تری بزم میں گزار آیا

تجھ سے ہو کر جدا ملا نہ سکوں
سانس جو آیا بے قرار آیا

ایسا روٹھا کہ پھر نہ مانا تم

جوش ہر بار شرمسار آیا

◆◆◆

کچھ اور مزا اب کے

کچھ اور مزا اب کے ملاقات میں آئے
وہ آئے تو ساون کی کسی رات میں آئے

محدود ہمیں تک نہیں وارفتگی دل کی
جو شخص بھی دیکھے اسے جذبات میں آئے

دنیا نے جنھیں لینے سے انکار کیا تھا
وہ غم بھی مرے واسطے سوغات میں آئے

جو کچھ تھا لٹا بیٹھے محبت کے سفر میں
گھر لوٹ کے بدلے ہوئے حالات میں آئے

نظریں نہ ہٹائیں کبھی مضموں غزل سے
ہم جب بھی کبھی محفل نغمات میں آئے

ہونٹوں سے اٹھایا کوئی طوفاں نہ کبھی جوش
کیا کیا نہ بھنور اپنے خیالات میں آئے

◆◆◆

سمجھ میں کچھ نہیں آتا

سمجھ میں کچھ نہیں آتا میں کس سے پیار کرتا ہوں
کہ میں ہر نازنیں سے اک نیا اقرار کرتا ہوں

ذرا سا مسکرا کر منہ وہ اپنا موڑ لیتے ہیں
نگاہوں سے محبت کا میں جب اظہار کرتا ہوں

عجب دیوانگی میں مبتلا مجھ کو کیا دل نے
تصور میں بھی ہر پل سیر کوئے یار کرتا ہوں

کروں گا اب نہ میں ترک تعلق مہ جبینون سے
میں اپنے جذب الفت کا یہاں اظہار کرتا ہوں

مجھے معلوم ہے مجھ کو وفا راس آ نہیں سکتی
مگر مجبور ہوں اک بے وفا سے پیار کرتا ہوں

کبھی تم نے مرے جوش جنوں کو آزمایا ہے
وہی اقرار ہوتا ہے میں جب انکار کرتا ہوں

وہ اپنے شیریں لبوں کی

وہ اپنے شیریں لبوں کی مٹھاس کھو بیٹھے
وہاں بھی رس نہ رہا ہم بھی پیاس کھو بیٹھے

تھی آرزو انہیں دیکھیں گے آج جی بھر کے
ملی نگاہ تو اپنے حواس کھو بیٹھے

حیات و موت میں جاری تھی کشمکش لیکن
یہ کیا ہوا کہ صنم تیری آس کھو بیٹھے

تمام دھر میں رسوائی ہو گئی اپنی
ہم اپنی وضع محبت کا پاس کھو بیٹھے

صراحی منہ کو لگانی پڑی کہ آخر ہم
کچھ ایسے بہکے کہ اپنا گلاس کھو بیٹھے

ہوئے جو مغربی حمام میں سبھی ننگے
تو ہم بھی شوق میں اپنا لباس کھو بیٹھے

بڑھائے سوچ نے اس دل میں وسوسے اتنے
کہ جوش ہوش میں حسن قیاس کھو بیٹھے

◆◆◆

یہ جہان آرزو ہے اسے

یہ جہان آرزو ہے اسے تم سجا کے رکھنا
یہاں جو قدم بھی رکھنا ذرا مسکرا کے رکھنا

کبھی تذکرہ نہ کرنا غم عشق کا زباں سے
رہے رازِ دل کا اسے تم چھپا کے رکھنا

کبھی آ ہی جائے شاید وہ شب سیاہ غم میں
سر شام بزم دل کے دیے تم جلا کے رکھنا

کوئی جستجو میں نکلے تو سراغ بھی نہ پائے
جو سفر کے نقش پا ہیں انہیں تم مٹا کے رکھنا

شب ہجر تب کٹے گی جو بجھے گی شمع دل کی
یہ ستارے سو نہ جائیں انہیں بھی جگا کے رکھنا

بڑی سنگدل ہے دنیا ہے قدم قدم پہ دھوکا
یہاں جوش اپنا دامن ذرا تم بچا کے رکھنا

◆◆◆

مرا سوز دیکھو مرا

مرا سوز دیکھو مرا ساز دیکھو
لرزتی ہوئی دل کی آواز دیکھو

دیا درد جس نے وہی درد پوچھے
ملا مجھ کو کیسا یہ ہمراز دیکھو

مرے لاشہ دل پہ اے ہنسنے والو
یہ ہے انتہا اس کا آغاز دیکھو

یہ مانا کہ میں پرشکستہ ہوں لیکن
قفس کھول کر میری پرواز دیکھو

یہی فرق ہے حسن اور عاشقی میں
غرور اپنا دیکھو مرا ناز دیکھو

کہا ہے جو تم سے کسی سے نہ کہنا
کھلے نہ کہیں جوش کا راز دیکھو

لہر جیسے اٹھے سمندر

لہر جیسے اٹھے سمندر میں
ایسے ہلچل مچی مقدر میں

دل میں یوں تیری آرزو ہے نہاں
جیسے شعلہ چھپا ہو پتھر میں

مسکرا کر اسے بھی مل پیارے
آئے دشمن اگر کبھی گھر میں

لٹ گیا عشق میں ترے آخر
نام پایا جو زندگی بھر میں

دل میں طوفان ایسے اٹھتے ہیں
جیسے آیا ہو جوش ساگر میں

◆◆◆

چراغ زندگی یارو مرا

چراغ زندگی یارو مرا جس دم بجھا ہو گا
اسے احساس کچھ تو میری چاہت کا ہوا ہو گا

نہ کر پایا جو سورج بھی اندھیرا دور اس گھر کا
جلے کوئی بھی شمع اب اجالا اس میں کیا ہو گا

نشاں اس کا مٹانے کے لیے کافی ہے اک جھونکا
مری جاں ریت سے ساحل پہ جس کا گھر بنا ہو گا

خود اپنی خاک حسرت بھی سمیٹی جا نہیں سکتی
مری صورت نہ دنیا میں کوئی بے دست و پا ہو گا

بہائیں گے ہم نہ آنسو مگر پلکیں تو بھیگیں گی
کبھی اس خستہ حالی میں جو ان کا سامنا ہو گا

انہیں دل توڑنا ہے توڑ دیں گے جوش دل میرا
وہ کیوں سوچیں کہ شہر آرزو کیسے بسا ہو گا

◆◆◆

رو رہی ہے مجھ پہ یہ

رو رہی ہے مجھ پہ یہ بھیگی ہوئی برسات کیوں
آج کل اشکوں میں ڈوبے ہیں مرے دن رات کیوں

وہ تو میرا دوست تھا اے دل کوئی رہزن نہ تھا
لوٹ کر پھر لے گیا رنگینیٔ جذبات کیوں

ڈوبنے لگتا ہے جب تنہائیوں میں دل مرا
سوچتا ہوں ہو گئے ایسے مرے حالات کیوں

میکدے میں آتے ہیں سب غم بھلانے کے لیے
چھیڑتے ہو تم یہاں پھر دکھ بھرے نغمات کیوں

جوش بازی عشق کی دیکھو عدو نے جیت لی
تم بہت ہشیار تھے پھر کھا گئے ہو مات کیوں

جوش ملیح آبادی اور میں

وہ جوش انقلاب تھا میں شاعر حقیر
وہ بادشاہ وقت تھا میں بے نوا فقیر
وہ حکمراں ہے آج بھی دنیائے شعر پر
اور میں ہوں راہ شوق کا ادنیٰ سا راہ گیر

◆◆◆

شوق شہادت

فرق کیا ہے حق و باطل میں وہی بتلائے گا
کربلا میں دوستو جو سر کٹانے جائے گا

یہ مقام و مرتبہ ہوتا نہیں سب کو نصیب
اپنے بچوں کو لہو میں کیا کوئی نہلائے گا

مشعل اسلام کو رکھے گا روشن بھی وہی
ہاتھ میں لے کر جو قرآں تیر دل پہ کھائے

سر بلندی پا سکے گا دو جہاں میں اس کا سر
سر اٹھا کر جو یزیدی حکم کو ٹھکرائے گا

گرمیٔ شوق شہادت جوش ہر دل میں کہاں
کون اس جذبے سے قاتل کے مقابل آئے گا

◆◆◆

قائداعظم کے حضور

نہیں ملی ہمیں قائداعظم تیرے خوابوں کی تعبیر
سنوری نہیں ابھی پوری طرح سے اپنی بگڑی ہوئی تقدیر

بدل دیا تھا اپنے عمل سے نقشہ تو نے دنیا کا
تیرے عمل کی ملتی نہیں ہے اس دنیا میں کوئی نظیر

یوں تو سب کہتے ہیں قلعہ اسلام کا ہے یہ پاکستان
ایسی کوئی تعمیر نہیں کہہ سکیں جسے رشک تعمیر

عدل کی گونج ہے صرف اونچے اونچے ایوانوں تک محدود
کہیں دکھائی دیتی ہے عدل کی کوئی بھی زنجیر

کرنا قلع قمع جو اس دھرتی سے دہشت گردی کا
کسی بھی لیڈر کے ترکش سے اب تک چلا نہیں وہ تیر

مٹ گئیں تفرقہ بازی سے یہاں کیسی کیسی قومیں
لکھی ہوئی عہد ماضی کی پڑھتے نہیں تم کیوں تحریر

جن قوموں کے سر پہ مسلط ہوں سردار ہی بے کردار
سر کو اٹھا کر چلنے کی کیا کریں گی وہ قومیں تدبیر

مرد حق اقبال سا کوئی پھر سے ہمیں عطا ہو جائے
اک مدت سے یہی دعائیں مانگ رہا ہے جوش فقیر

◆◆◆

شاعر مشرق

شاعر خاص بھی تھا نغمہ گر عام بھی تھا
فن پہ اقبال کے اک سایہ الہام بھی تھا

روح کی پیاس بجھانے کو تھے اشعار اس کے
اس کے شعروں میں نہاں زیست کا پیغام بھی تھا

اس کے افکار نے دی زندگی محکوموں کو
حاکموں کے لیے وہ موت کا پیغام بھی تھا

مئے توحید سے ہر لحظہ رہا وہ سرشار
بزم ہستی میں چھلکتا ہوا اک جام بھی تھا

عہد حاضر میں تھا پیغمبر انسانیت
قوم کے واسطے قدرت کا وہ انعام بھی تھا

قوم کو اس نے دیا درس خودی کا اے جوشؔ
اس کے ادراک میں قرآن کا پیغام بھی تھا

◆◆◆

قتیل شفائی

راہ سخن اسی نے ہی مجھ کو دکھائی ہے
اوروں کا وہ قتیل ہے میرا شفائی ہے

پرواز اس کی اونچی ادب کی فضاؤں میں
دنیائے فن مین اس کی فلک تک رسائی ہے

یاروں کا یار ہے وہ زمانہ ہے اس کا دوست
اس کی تمام عمر کی بس یہ کمائی ہے

میں؛ اور اس کے فن کے حوالے سے کچھ کہوں
ایسا اگر کروں تو مری خود ستائی ہے

وہ نظم ہو غزل ہو رباعی ہو گیت ہو
ہر صنف سے قتیل کی خوب آشنائی ہے

اے جوش جس کے فن کا زمانہ ہے معترف
استاد ہے وہ دوست ہے اور میرا بھائی ہے

◆◆◆

اپنی پہلی پوتی آمنہ جوش کی سالگرہ میں

ہر سال ہو یہ سالگرہ ایسی شان سے
حوریں اتر کے رقص کریں آسمان سے

بچے تو پیارے لگتے ہیں ہر ایک کے مگر
تم ہم کو پیاری لگتی ہو سارے جہان سے

کم عید سے نہ ہو گا ہمارے لیے وہ دن
کہدے گی دادا' دادی جب اپنی زبان سے

تجھ کو مرے خدا شہ بطحا ﷺ کا واسطہ
وابستہ رکھ سدا اسے اپنی امان سے

اے جوش عکس ہیں مرے جذبات کے یہ لفظ
ہے آمنہ عزیز مجھے اپنی جان سے

◆◆◆

اپنے پہلے پوتے عمر تاج کی سالگرہ پر

حوریں بھی محو رقص ہیں جشن طرب میں آج
پہنا ہے ایک سال کا میرے عمر نے تاج

برسوں کے بعد مجھ پہ حقیقت یہ اب کھلی
ہوتا ہوں یارو مول سے پیارا بہت بیاج

ہیں دادا دادی بارگہ حق میں سجدہ ریز
ہو کر بڑا رکھے گا نئی نسل کی یہ لاج

بچوں پہ ہم نے کی ہے حکومت کئی برس
اب چھوٹے بچوں کا ہے ہم بڑوں پہ راج

یا رب ہماری عمر بھی کر دے عطا انہیں
بچوں کو یہ بڑوں کی محبت کا ہے خراج

اے جوش ہم کھلاتے ہیں بچوں کو صبح شام
اس کے سوا نہیں ہے ہمیں کوئی کام کاج

◆◆◆

باب پاکستان

لٹ پٹ کے ہم کبھی یہاں آئے تھے ساتھیو
اشکوں سے ہم نے دیپ جلائے تھے ساتھیو

بچے جوان بوڑھے تھے سب شامل جہاد
اس رہ میں ہم نے سر بھی کٹائے تھے ساتھیو

یہ پاک سر زمیں نہیں حاصل یونہی ہوئی
ماؤں نے اپنے لال گنوائے تھے ساتھیو

یونہی تو مل نہیں گئی ہم کو یہ مملکت
لاشے لہو میں لاکھوں نہائے تھے ساتھیو

قربانیاں بزرگوں کی ضائع نہ ہوں کہیں
صدمے بہت بڑوں نے اٹھائے تھے ساتھیو

اس جشن میں نہ بھولنا کشمیر کے وہ دکھ
جو یو این او سے تحفے میں آئے تھے ساتھیو

جذبات کے قلم سے لکھے دل پہ جوش سے

قائد نے جو اصول بتائے تھے ساتھیو

جنگ کے ساماں کیا کیا

نوعِ انساں پہ ستم ڈھایا ہے انساں کیا کیا
عقل کو دیتی ہے جل گردشِ دوراں کیا کیا

ریگِ صحرا پہ بہے آگ جولاوے کی طرح
دیکھ آتے ہیں نظر حشر کے امکان کیا کیا

وہ جو کرتے تھے سدا امن کی تلقین ہمیں
ان کے گھر میں تھے چھپے جنگ کے ساماں کیا کیا

بے غرض خیر سگالی کے جلائیں جو چراغ
ان کے چہروں پہ ضیاء ہو گی درخشاں کیا کیا

اپنے مطلب کے لیے دیتے ہیں امداد ہمیں
جوشؔ پھر ہم پہ جتاتے ہیں وہ احساں کیا کیا

◆◆◆

جارج بش سے

یو این کی آڑ میں تم کیا گل کھلا رہے ہو
کھاڑی کو آگ کا تم دریا بنا رہے ہو

تاریخ نے نہ دیکھی پہلے یہ بربریت
اور بن کے تم مگر مچھ آنسو بہا رہے ہو

کشمیر اور فلسطین آیا نہ یاد تم کو
لیکن عراقیوں پر تم بم گرا رہے ہو

سچ بھی کبھی کہو تم ہٹ کر منافقت سے
چہرے پہ آج کتنے چہرے سجا رہے ہو

مہنگا پڑے گا تم کو یہ ظلم دیکھ لینا
کیوں اسرائیلوں کو سر پر چڑھا رہے ہو

ہر چال سے تمہاری اب جوش تک ہے واقف
پھر کیوں زمانے بھر کو الو بنا رہے ہو

خلیجی جنگ کا ڈھونگ

کویت اک بہانہ بنایا گیا ہے
جہاں عرب کو دبایا گیا ہے
مسلط رہے اسرائیلی حکومت
عرب کا وہ نقشہ بنایا گیا ہے
مسلماں کی خاطر یہ قتل مسلماں
نیا ڈھونگ اب کے رچایا گیا ہے
ہزاروں عراقی مرے بھوکے پیاسے
سماں کربلا کا دکھایا گیا ہے
گلا گھونٹ کر رسم جمہوریت کا
یہ کیوں تاج شاہی بچایا گیا ہے
جو لٹ پٹ گیا کارواں زندگی کا
تو پھر امن کا گیت گایا گیا ہے
نیو یارک تک کاش پھل اس کا پہنچے
عرب میں جو پودا اگایا گیا ہے
بنایا گیا قاتلوں کو مسیحا!
یہ دن جوشؔ ہم کو دکھایا گیا ہے

موڑیں گے وقت کے دھاروں کو

کب دور خزاں کا جائے گا کب آئے گا رحم بہاروں کو
اب کون پلائے گا آ کر اے ساقی غم کے ماروں کو

لاغر ہیں یہ مزدور سبھی قسمت سے ہیں مجبور سبھی
کوئی ایسا مسیحا ہے دیکھے جو آ کر ان بے چاروں کو

کیوں پھول سے چہرے رہتے ہیں مرجھائے یہاں دہقانوں کے
کیوں آگ لگا دیتے نہیں تم سرمائے کے گلزاروں کو

ہم مفلس بھوکے ننگوں کی تقدیر ہے جن سے وابستہ
ہم اک دن توڑ ہی لائیں گے ان شوخ چمکتے تاروں کو

کہہ دو ان دولت مندوں کو ان سیم و زر کے بندوں کو
اب سونے والے جاگے ہیں موڑیں گے وقت کے دھاروں کو

تم رکھ کے بھروسہ اللہ پر اب ڈال دو کشتی دریا میں
اٹھتے ہوئے طوفاں کہتے ہیں ہم لے ڈوبیں گے کناروں کو

جو سکھ کے ساتھی بنتے ہیں اور دکھ میں کام نہیں آتے

بہتر ہے تم بھی سلام کرو اے جوش اب ایسے یاروں کو

◆◆◆

قطعات

چمکتی ہے ہر ذرے میں شان تیری
گلوں کی مہک بھی ہے پہچان تیری
کیا تو نے دونوں جہانوں کو پیدا
مجسم گواہی ہے قرآن تیری

امیں ہم حرمت قرآن کے ہیں
پیامی عظمت انساں کے ہیں
نہ ہم سے روٹھ اے خاک مدینہ
کہ خادم ہم ترے سلطان کے ہیں

آسان بہت ہے دین فطرت
قرآں سے تم استفادہ کر لو
سینے میں جلاؤ شمع ایماں
لو اس کی بہت زیادہ کر لو

صد شکر مجھ کو دولت ایمان مل گئی
یعنی خود اپنی ذات کی پہچان مل گئی
دل کی نظر سے میں نے جو دیکھی یہ کائنات
ہر شے جو تھی مفسر قرآن مل گئی

اجداد کے فرماں سے بغاوت نہیں اچھی
مذہب سے ہو بے بہرہ جہالت نہیں اچھی
ایسے کبھی مضبوط نہ ہو گی یہ عمارت
اسلام کی بنیاد سے غفلت نہیں اچھی

خدایا چھین لے اب میری دانش
مجھے تو عقل سے بیگانہ کر دے
غلط جدت نہ آئی راس کوئی
قدامت کا مجھے دیوانہ کر دے

تیرگی کو میں ضیا کیسے کہوں
تیز آندھی کو ہوا کیسے کہوں
ناز ہے اپنی روایت پہ مجھے
بے حیائی کو حیا کیسے کہوں

ہم وہ کہ اپنے شہر میں گمنام سے رہے
گوشہ نشین ہو کے بھی بدنام سے رہے
پیر مغاں کے ساتھ ہوئی جب سے دوستی
اس دن سے دوستو بڑے آرام سے رہے

میں نے پتھر کے خدا پوجے ہیں بت خانے میں
آب زم زم کی جھلک دیکھی ہے پیمانے میں
چاہیں جو فیصلہ دے دیں یہ فقیہان زماں
فرق فرزانے میں کوئی ہے نہ دیوانے میں

پی کر بھی رہے ہوش یہ اچھا نہیں لگتا
دو ساقی کو مت دوش یہ اچھا نہیں لگتا
اچھا ہوا کر لی ہے اگر پینے سے توبہ
پچھتاؤ نہ اب جوش یہ اچھا نہیں لگتا

جوش جس لمحہ جاں بلب ہو گا
ان سے ملنے کا تب سبب ہو گا
ان کی آنکھوں میں آئے گر آنسو
وہ سماں کس قدر عجب ہو گا

فرق یارو کچھ تو اپنوں اور بیگانوں میں ہو
غم گساری کا کوئی جذبہ تو یارانوں میں ہو
شمع بن کر کس لیے جلتا رہوں میں آگ میں
جل کے مرنے کی تڑپ بھی جب نہ پروانوں میں ہو

مت پوچھ کہ جب لاوا نفرت کا ابلتا ہے
شبنم کا اک قطرہ پھر شعلے میں ڈھلتا ہے
کیا اس کو جلائے گی پھر نار جہنم بھی
جب اپنے ہی شعلہ میں ہر آدمی جلتا ہے

ہے کہاں انسان کا غم خوار انساں آج کل
مفلس و نادار کا ہے خون ارزاں آج کل
کھیت میں مہرو وفا کی فصل اب کیسے اگے
بیج ہے نایاب اور غافل ہے دہقاں آج کل

رہے گم زندگی کے پیچ و خم میں
جئے ہم عمر بھر مرنے کے غم میں
خدا نے پھر بلایا پاس اپنے
کمی شاید کوئی باقی تھی ہم میں

بس بھی کرو یارو نہ مجھے اور بناؤ
میں خوب سمجھتا ہوں مرا دل نہ جلاؤ
ہر روز دکھاؤ نہ مجھے چہرے بدل کر
دشمن ہو تو دشمن کی طرح سامنے آؤ

چار سو اک دھواں سا ہے پھیلا ہوا
سب کا سب جس سے ماحول کجلا گیا
شکل اپنی نہیں صاف آتی نظر
دل کا آئینہ کچھ ایسا دھند لا گیا

نظم

(سیلاب زدگان کی امدادی مہم کے دوران لکھی گئی)

"ہمت مرداں مدد خدا"
دنیا کی زندہ قوموں پہ
رہتا نہیں مشکل وقت صدا
ہمت مرداں مدد خدا

مل جل کر لڑنا آفت سے
ہے مرد مسلمان کا شیوہ
ہمت مرداں مدد خدا

جب کبھی کوئی افتاد پڑی
سب پاکستانی ایک ہوئے
اک لہر اخوت کی اٹھی
ہر دل کے جذبے نیک ہوئے
سو بار فلک نے ہے دیکھا
ہمت مرداں مدد خدا

ہم وطن گھرے سیلابوں میں

بیٹھے ہیں لوگ خرابوں میں

پھر کیسے ہم کو نیند آئے

کیا ملے گا بیٹھے خوابوں میں

اے قوم میری تو جاگ ذرا

ہمت مرداں مدد خدا

◆◆◆